eISSN: 2664-0171,

pISSN: 1992-8556

Publisher: Faculty of Arabic & Islamic Studies
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Website: https://ojs.aiou.edu.pk/index.php/jmi
Vol.25 Issue: 01 (Junary – June 2026)
Date of Publication: 30- JUNE 2026
HEC Category, **Y**: (2026-2027)

معارفِ اسلامی

Title	**قتل بنو قریظہ! ابن اسحاق کی روایت پر تنقید کا تحلیلی جائزہ** *The Killing of Banu Qurayzah! An Analytical Review of Criticism of Ibn Ishaq's Tradition*
Authors & Affiliations	**محمد سفیان عطا** PhD scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University Dera Ghazi Khan. sufyanatta60@gmail.com **ڈاکٹر اشفاق احمد** Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Ghazi University Dera Ghazi Khan. aahmed@gudgk.edu.pk
Dates	***Received :*** 30-4-2026 ***Accepted:*** 25-5-2026 ***Published:*** 30-6-2026
Page	***210-232***
Citation	
Copyright	**قتل بنو قریظہ! ابن اسحاق کی روایت پر تنقید کا تحلیلی جائزہ** *The Killing of Banu Qurayzah! An Analytical Review of Criticism of Ibn Ishaq's Tradition (Verification)*
Publisher	Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, Pakistan https://aiou.edu.pk/

Indexing & Abstracting Agencies

IRI(AIOU)	HJRS(HEC)	Tehqiqat	Asian Indexing	Research Bib	Atla RDB	SIS
Islamic Research Index	HJRS HEC Journal Recognition System	تحقیقات	ASIAN Research Index	Academic Resource Index ResearchBib	ATLA Religion Database	SIS

قتل بنو قریظہ ! ابن اسحاق کی روایت پر تنقید کا تحلیلی جائزہ

The Killing of Banu Qurayzah! An Analytical Review of Criticism of Ibn Ishaq's Tradition

Abstract

The article critically examines the narrative of Ibn Ishaq regarding the execution of Banu Qurayzah in 5 AH, which describes the killing of their adult males in trenches after the siege of the Battle of the Trench. The author addresses modern doubts raised by scholars such as Walid Arafat, Sadik Kuralay, Noor al-Din Abu Lahyah, and others who question the historicity, scale, and ethics of the event. The core dispute centers on the number of those killed. While Ibn Ishaq reports 600–900, hadith sources in Ahmad, Tirmidhi, Nasa'i, and Ibn Hibban record 400. The article shows that many classical scholars—including Ibn Kathir, Dhahabi, Ibn Abd al-Barr, and Safi al-Rahman Mubarakpuri—either preferred Ibn Ishaq's figure or reconciled both by suggesting 400 were actual combatants while 600–900 included supporters. Thus the hadith reports do not contradict the maghazi accounts. Other objections are analyzed: 1) The absence of the number in the Qur'an is not a criterion for hadith rejection, as hadith itself is an independent source of legislation. 2) The claim that only individual criminals should be punished is answered by noting that Banu Qurayzah collectively breached their treaty with the Prophet ﷺ on multiple occasions, which according to jurists constitutes collective breach of covenant. 3) The Qur'anic verse "either grace or ransom" does not preclude execution; jurists hold that the Imam may choose execution, ransom, enslavement, or pardon based on public interest. 4) The different treatment of Banu Qaynuqa and Banu Nadir does not invalidate the Qurayzah case, since each instance involved distinct violations and political contexts, yet all followed the same principle of breach of treaty carrying capital punishment. The study concludes that Ibn Ishaq's report is accepted by the majority of classical historians and is consistent with Islamic legal principles

Keywords: Banu Qurayzah, Ibn Ishaq, Ghazwa Khandaq, Treaty Violation, Casualty Count, Sa'd ibn Mu'adh , Hadith Sources, Maghazi, Islamic Law, Prisoners of War

تمہید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرزِ حکمرانی، دنیوی بادشاہوں کا سا نہ تھا۔ یہ بادشاہت، خدا ترسی، تواضع، اخلاق، خیر خواہی اور آخرت میں جواب دہی کے احساس پر قائم تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل اذنِ الٰہی پر موقوف تھا۔ کسی فعل میں دنیاداری، خود غرضی، اظہارِ شوکت یا انتقامِ نفس کا شائبہ تک نہ تھا۔

مگر بایں ہمہ کتب سیرت میں ایسی روایات ہمیں ملتی ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجموعی سیرت سے بظاہر میل نہیں کھاتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات واطوار اور مبارک شخصیت کا مجموعی مطالعہ ایسی روایات کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے۔ ان قابل اشکال روایات میں غزوہ بنو قریظہ سے متعلق ایک روایت ہے۔

جس میں مذکور ہے، کہ یہود بنو قریظہ کے متعدد بار، ارتکابِ خیانت پر، تورات کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا کہ ان میں سے ایسے لوگوں پر سزاء کا نفاذ کیا جائے، جو لڑنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ چناچہ انھیں یہ سزا دی گئی۔

اس سزا کے وقوع اور عدم وقوع کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ واقعہ کے ایک خاص حصہ کو، مختلف ادلہ شرعیہ سے معارض خیال کرتے ہوئے بعض مسلمان اہل علم بھی تسلیم نہیں کرتے۔ جب کہ مستشرقین اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رحمت پر اعتراض کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

سیرت کے بنیادی مصادر میں "سیرت ابن اسحاق" ایک بلند پایہ مقام رکھتی ہے۔ اگرچہ ان کی کتاب کا مکمل نسخہ تاحال دریافت نہیں ہو سکا، مگر ابن ہشام کی روایات پر مشتمل ان کی کتاب کا قابل قدر حصہ اہل علم کے ہاں صدیوں سے مروج اور معتبر گردانا جاتا ہے۔ ابن ہشام نے اس واقعے کی ابن اسحاق کے حوالے سے جو تفصیل پیش کی ہے، وہ آگے آرہی ہے۔

جن اہلِ علم نے اس روایت پر کلام کیا ہے، ان کا اندراج ذیل میں کیا جاتا ہے:

1. لید عرفات نے "ضوءجدیدعلی قصة بنی قریظة،و ی٥ودالمدینة" کے نام سے مضمون لکھا ہے۔ ڈاکٹر اکرم ضیاء عمری نے اس پر تنقیدی اشارہ کیا ہے۔ اس مضمون کی اردو ترجمانی پروفیسر عدنان حیدر نے کی ہے۔
2. اسی طرح ایک مستشرق نے " مذبحة بنی قریظة:إعادة تقییم للروایة" کے نام سے مضمون لکھا ہے۔ مذکورہ دونوں مضامین انگریزی زبان میں تحریر کئے گئے ہیں۔ ان کا عربی ترجمہ سعودی عالم، ترکی بن فہد بن عبداللہ آل سعود نے کیا۔ جامعة الملک سعود سے ان کو شائع کیا گیا ہے۔
3. تیسرا مضمون ڈاکٹر صادق کرزلے کا انگریزی زبان میں ہے، اس مضمون کی بھی اردو ترجمانی پروفیسر عدنان حیدر نے کی ہے۔
4. مولانا سعید احمد اکبر آبادی نے ایک مقالہ بنام "بحث حول غزوة بني قريظة" لکھا ہے۔
5. ڈاکٹر نورالدین ابولحیہ نے "مجزرة بني قريظة:بين القيم القرانية والتدليس التاريخي _" کے نام سے مستقل کتاب تحریر کی ہے۔ یہ کتاب چار بنیادی حصوں میں منقسم ہے۔ پہلا حصہ اس دعویٰ میں صرف کیا گیا ہے، کہ یہ روایت غیر محتاط، غیر معتبر مصنفین کی طرف سے لکھی ہوئی تاریخی کہانی ہے۔ اگر علماء اسلام عقائد اور فقہ کے تناظر میں اس روایت کو جانچتے، تو اس کی کوئی حیثیت باقی نہ رہتی۔ دوسرا حصہ یہ بتاتا ہے، کہ یہ روایت یہودی اساطیر سے مشابہت رکھتی ہے۔ لہٰذا انہی کی ترویج کردہ ہے۔ تیسرے حصہ میں انہوں نے یہ بتانا چاہا ہے، کہ یہ واقعہ باغیان ِدین ِاسلام، اموی وعباسی خلفاء، کے تنخواہ دار مورخین کا کارنامہ ہے۔

اورآخری حصے میں مؤلف قران مجید اور احادیث کے نصوص و عمومات) بغیر محلھا (سے استدلال کرتے ہوئے اس روایت کو خلافِ شریعت کہتے ہیں۔

قتل بنو قریظہ سے متعلق ابن اسحاق کی روایت

ابنِ اسحاق کی روایت کا حاصل یہ ہے، کہ شوال، سن پانچ ھجری میں غزوہ احزاب پیش آیا، جو اس ماہ کے آخر تک جاری رہا۔ غزوہ احزاب کے اختتام پر، جبرئیل امین مسلح حالت میں تشریف لائے۔ انہوں نے فرشتوں کے مسلح ہونے کی خبر دیتے ہوئے بنو قریظہ کی طرف کوچ کرنے کو کہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کے کہنے پر صحابہ کو بنو قریظہ پہنچنے کا حکم دیا، وہاں صحابہ کرام نے بنو قریظہ کو آپ کی شان عالی میں گستاخیاں کرتے پایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر، آپ کو اطلاع کی گئی، آپ نے اس کی تصدیق کرانے کے بعد ان کے محاصرہ کا حکم ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ان لوگوں کا محاصرہ ہوا۔ جو کم وبیش پچیس دن رہا، دوران محاصرہ ان لوگوں نے حضرت ابو لبابہ کو مشورہ کے لیے بلایا، اور بالاخر رسول اللہ کے فیصلے پر سرِ تسلیم کیا۔ بنو اوس، بنی قریظہ کے حلیف ہونے کی وجہ سے ان سے ہمدردی رکھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ سے، بنو قریظہ کے لئے معافی چاہی، اور فیصلہ اپنے ہاتھ میں لینے کی گزارش کی۔ رسول اللہ نے ان کے اس اصرار پر بنو قریظہ کا فیصلہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ شروع ذی الحج پانچ ھجری میں اس غزوہ کا اختتام ہو گیا۔

مذکورہ بالا واقعات قدرے مزید تفصیل کے ساتھ تمام امہات کتب حدیث ومصادر سیرت میں غزوہ احزاب کے ضمن میں، یا مستقل طور پر غزوہ بنو قریظہ کے عنوان کے تحت مل جاتے ہیں۔

سعد بن معاذ نے بطور حکم جو فیصلہ کیا تھا، اس کے بارے میں ابن ھشام، ابن اسحق سے یہ روایت نقل کرتے ہیں:

مَقْتَلُ بَنِي قُرَيْظَةَ

قَالَ ابْنُ إسْحَاقَ :ثُمَّ اسْتَنْزَلُوا، فَحَبَسَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فِي دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ ، امْرَأَةٍ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إلَى سُوقِ الْمَدِينَةِ، الَّتِي هِيَ سُوقُهَا الْيَوْمَ، فَخَنْدَقَ بِهَا خَنَادِقَ، ثُمَّ بَعَثَ إلَيْهِمْ، فَضَرَبَ أَعْنَاقَهُمْ فِي تِلْكَ الْخَنَادِقِ، يُخْرَجُ بِهِمْ إلَيْهِ أَرْسَالًا ، وَفِيهِمْ عَدُوُّ اللَّهِ حُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ، وَكَعْبُ بْنُ أَسَدٍ، رَأْسُ الْقَوْمِ، وهم ستّ مائَة أَو سبع مائَة، وَالْمُكْثِرُ لَهُمْ يَقُولُ :كَانُوا بَين الثمان مائَة وَالتسع مائَة" (1)

بنی قریظہ کا قتل عام

ابن اسحاق کہتے ہیں: پھر انہوں نے) محاصرے کے بعد (ہتھیار ڈال دیے، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینہ میں بنت حارث کے گھر میں قید رکھا، جو بنی نجار کی ایک عورت تھیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ کے اس بازار میں تشریف لے گئے جو آج بھی ان کا بازار ہے، وہاں آپ نے خندقیں کھدوائیں، پھر ان) قیدیوں (کو بلوایا اور ان خندقوں میں ان کے سر قلم کیے۔ انہیں گروہ در گروہ آپ کے پاس لایا جاتا تھا۔ ان میں اللہ کا دشمن حیی بن اخطب اور قوم کے سردار کعب بن اسد بھی تھے۔ ان کی تعداد چھ سو یا سات سو تھی۔ البتہ جو لوگ ان کی تعداد زیادہ بتاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ آٹھ سو سے نو سو کے درمیان تھے۔"

تجزیہ

مذکورہ روایت" سیرت ابن اسحق" کے ان نسخوں میں نہیں ملتی، جن کی تحقیق ڈاکٹر حمید اللہ وڈاکٹر سہیل زکار نے کی ہے۔ البتہ اس روایت کو ابن ہشام نے ابن اسحاق سے تعلیقاً نقل کیا ہے۔ اور پھر انہی کے حوالے سے امام سہیلی، امام ذہبی، حافظ ابن حجر اور دیگر تمام مورخین نے نقل کیا ہے۔ اس لیے اصولِ تحقیق اور اصولِ انتساب کی روشنی

میں، اس روایت کی نسبت ابن اسحاق کی طرف درست معلوم ہوتی ہے۔ ابن سحق کی اس معلق روایت میں موجود مقتولین کی تعداد ، محققین کے لئے خاص طور پر باعثِ خلجان بنی ہوئی ہے۔ نیز دیگر اشکالات بھی ،روایت کی کمزوری کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ مقالہ انھی اعتراضات کے تحلیل و تجزیہ پر مشتمل ہے۔

ابتدا میں اس روایت کا،دیگر قابل اعتماد مورخین کی روایات سے تقابلی تجزیہ پیش خدمت ہے۔اس کے بعد،روایت پر کئے گئے اشکالات کا تجزیہ کیا جائے گا۔

مقتولین کی تعداد اور اہل سیرت و تاریخ

اس سلسلہ میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ابن اسحاق کی اس روایت کے مندرجات میں صرف مقتولین کی تعداد ہی ایک ایسا امر ہے جس میں اہل علم کی تعبیرات مختلف ہیں۔ روایت کے دیگر مندرجات کتبِ سیرت کے علاوہ کتبِ حدیث میں صحیح روایات کے ساتھ متعلقہ ابواب میں موجود ہیں .بطور مثال بخاری شریف(2) ملاحظہ ہو، جس میں مذکورہ تمام مندرجات ملاحظہ کئے جا سکتی ہیں۔ صرف مقتولین کی تعداد کا ذکر نہیں،یہ بھی موجود ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ بنو قریظہ کے تمام بالغ افراد کو قتل کر دیا جائے۔اسی طرح ابن اسحاق کی باقی پوری روایت موجود ہے۔۔کتب حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ کہ سعد رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ بنو قریظہ کے تمام بالغ افراد کو قتل کر دیا جائے۔البتہ مقتولین کی تعداد کی تخریج صرف امام احمد(3)

امام ترمذی(4)امام نسائی(5)اور ابن حبان نے کی ہے۔کہ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق یہ تعداد 400 تھی۔

اس روایت میں بیان کی گئی تعداد کو متعدد اہل علم نے اختیار کیاہے کہ مقتولین بنو قریظہ 400 تھے(6)۔ بعض حضرات نے ابنِ اسحاق کی روایت بھی نقل کی، لیکن ان کا میلان 400 کی طرف ہی ہے۔ ان اہل علم کی فہرست ملاحظہ ہو:

معاصر اہل علم میں سے موسی بن راشد العازمی نے" اللؤلؤ والمکنون فی سیرة النبی المامون "میں 400 کے قول کو ترجیح دی ہے۔(7)

اسی طرح ڈاکٹر مہدی رزق اللہ نے بھی 400 کی تعداد کو راجح قرار دیا ہے(8)ڈاکٹر اکرم ضیاءالعمری نے بھی اسے ترجیح دی ہے۔(9)

اردو سیرت نگاروں میں قاضی سلیمان منصور پوری (10)اور مولانا ادریس کاندھلوی (11) نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، کہ مقتولین400 تھے۔

جب کہ علامہ ابن کثیر(12)اور علامہ دیار بکری(13)نے حدیث ومغازی دونوں روایتیں نقل کر کے 400 کی طرف میلان ظاہر کیاہے۔علامہ شبلی کے یہاں بھی یہی صنیع ہے(14)

دوسری طرف اہل علم کی ایک بڑی جماعت نےابن اسحق کے قول کوترجیح دی ہے،کہ مقتولین 400 سے زائد تھے۔جو علی الاقل 600 تھے۔جب کہ ان کی تعداد زیادہ سے زیادہ900 تک شمار کی گئی ہے۔ان اہل علم کے حوالجات ملاحظہ ہوں۔

واقدی نے نقل کیاہے کہ حضرت ابن عباس سے مرسلا 750 کی تعداد منقول ہے۔(15)خود واقدی نے 600 کو ترجیح دی ہے۔ 700کا قول بھی نقل کیاہے ۔(16)حضرت قتادہ سے بھی مرسلا 700 کی تعداد منقول ہے۔(17)امام زہری نے بھی 600 کا قول نقل کیاہے۔(18)

موسی بن عقبہ کے ہاں بھی یہی 600 کا قول راجح ہے۔(19)"مغازی ابن عائذ"میں ذکر ہے، کہ سات سو افراد قتل کیے گئے۔(20)

ابن حبان نے چھ سے نوسو کا قول ذکر کیا۔(21)علامہ ابن عبد البر(22)اورابن حزم نے چھ سات سو کہا۔(23) سہیلی نے ابن اسحاق کے قول پر اکتفاء کیا۔(24)الکلاعی ابوالربیع(25) شرف الدین دمیاطی(26)ابن سید الناس(27)شمس الذہبی(28) اور محی الدین العلیمی(29) نے ابن اسحاق ہی کا قول اختیار کیاہے۔

جبکہ معاصرین میں ابوزہرہ(30)طیب نجار(31)بھی اسی روایت کو ترجیح دیتےہیں، کہ یہ مقتولین چھ سات سو تھے۔اردو سیرت نگاروں میں صفی الرحمن مبارک پوری (32) اور پیر کرم شاہ ازہری(33)نے بھی ابن اسحاق کے قول کو ترجیح دی ہے۔

جبکہ حافظ ابن حجرنے دونوں روایات- حدیث ومغازی کے مابین یہ تطبیق دی، کہ بالفعل مقاتلین 400 تھےباقی چھ سات سو تک لوگ اتباع تھے۔یہی توجیہ معاصراہل علم میں عبداللہ اعظمی نے بھی کی ہے۔کہ 400 بالفعل اورنو سو تک بالقوہ مقاتلین تھے۔(34)

اس تجزیہ سے یہ بات ثابت ہوگئ، کہ ابن اسحاق کی روایت میں مذکور مقتولین کے عدد کو اہل علم کی ایک بڑی تعداد نے تلقی دی ہے۔نیز یہ عدد صحیح احادیث کے معارض بھی نہیں ہے۔

دیگر اعتراضات اوران کی تحلیل

ابن اسحاق کی روایت پر یہ ایک بنیادی اعتراض تھا، جس کی حقیقت سامنے آچکی ہے۔اب ہم اس روایت کی صحت پر کئے گئے دیگر اشکالات کا تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

اشکال(1)

" قران مجید میں 600 افراد کے قتل کا تذکرہ نہیں۔یہ تعداد ابن اسحاق کی روایت میں ہے"

تجزیہ :صحتِ روایت کے لیے علمائے اصولیین میں کسی نے یہ شرط اختیار نہیں کی، کہ وہ قران مجید میں مذکور ہو۔

احکام شرعیہ میں اس اصول کو اگر ضروری قراردیاجائے تو اسلام کی عمارت منہدم ہو جائے گی۔کیونکہاحکامِ شرعیہ کی ایک بڑی تعداد قرانِ مجید سے ثابت نہیں۔بلکہ حدیث نبوی سے ثابت ہے۔

حدیث نبوی خود مستقل دلیل شرعی ہے۔جس میں مقتولین کا تذکرہ آیاہے،جیسا کہ گزشتہ سطور میں تفصیل سے لکھاجاچکاہے۔

نیز بنو قریظہ کی فوج کاعددی تقابل ، بنو قینقاع کی فوج سے کیاجائے،تو ان کی تعداد بھی قریب قریب اتنی ہی ہے۔ چنانچہ بنوقینقاع میں تین سو زرہ پوش فوجی اورچار سو بغیر زرہ کے تھے۔(35)

اگر ابن ابی سلول کے اصرار پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو معاف نہ فرماتے، تو ان سب لوگوں کو قتل کیا جاتا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ لوگ تعداد میں بنو قریظہ کی تعداد سے زیادہ ہیں۔لہذاچار سو،چھ سو یا سات سو لوگوں کابدعہدی کی سزامیں قتل ہونامستبعد نہیں۔

اشکال(2)

"سزا انہی لوگوں کو ملنی چاہیے جو مجرم ہوتے ہیں، اور ہر کسی کو اپنی سزا ملنی چاہیے، کسی دوسرے کی نہیں"

تجزیہ :یہ بات درست ہے۔ اورواقعہ بھی یہی ہے کہ بنو قریظہ کے صرف انہی لوگوں کو سزا ملی ، جو نقضِ عہد کے حقیقتا یا حکما مرتکب ہوئے تھے۔ اور ہر کسی کو اپنی سزا ملی ہے،کسی دوسرے کی نہیں ۔

اصل میں یہ نقضِ عہد کا معاملہ تھا۔جس کا تعلق پوری قوم سے ہوتاہے۔ یہ ضرور ہے،کہ نمایاں افراد چند ہی تھے۔ مگر ان کی سربراہی میں باقی پوری قوم شامل تھی۔نقضِ عہد کے دلائل ملاحظہ ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے وقت معاہدہ ومیثاق کے تحت یہود کوپوری مذہبی آزادی دی تھی،اوران کی حفاظتِ جان ومال کی پوری ذمہ داری لی تھی۔(36)

اسی طرح یہود نے بھی یہ عہد کیاتھا،کہ وہ مسلمانوں سے لڑیں گے،نہ مسلمانوں کے خلاف کسی کا تعاون کریں گے۔(37)

لیکن یہود نے عمومی طورپر بدعہدی کی،اور ان میں سب سے زیادہ یہودبنوقریظہ نے اس جرم کا ارتکاب کیا۔چنانچہ ان کی بدعہدیاں ملاحظہ ہوں۔

- 1۔ربیع الاول4 ھجری کوبنو نضیر کے ساتھ مل کر بنو قریظہ نے بھی بد عہدی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو مدینہ منورہ سے نکال دیا۔ لیکن بنو قریظہ کی بدعہدی معاف کرتے ہوئے،ان پر احسان کیا۔ اور انہیں مدینہ منورہ میں ٹھہرنے کی اجازت دی۔(38)
- 2۔پھر جب احزاب کے موقع پر قریش نے مسلمانوں پر لشکر کشی کی۔ تو اس میں بنو قریظہ، قریش واحزاب کے ساتھ مل گئے، اگرچہ اہل اسلام میں سے کسی کو قتل کرنے کا موقع انہیں نہ مل سکا، لیکن وہ خفیہ طورپر قریش واحزاب کے حلیف بن گئے تھے۔(39)
- 3۔انہوں نے اس قلعے پر حملہ کرنے کی کوشش کی تھی،جس میں ازواج مطہرات اور دیگر خواتین قلعہ بند تھیں(40)
- 4۔علی رضی اللہ تعالی عنہ بنو قریظہ کے قلعے کے پاس گئے.تو ان لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی ازواج مطہرات کو گالیاں دیں۔(41)
- 5۔دوران محاصرہ ایک عورت نے چکی پھینک کر ایک مسلمان کو قتل کر دیا(42)
- 6۔دورانِ محاصرہ قوم کے سامنے،کعب بن اسد نے نقض عہد کا برملا اعتراف کیا۔اور اپنی قوم کو اسلام قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن قوم پھر بھی ڈٹی رہی(43)
- 7۔اسی محاصرے کے دوران ایک اور شخص عمرو بن سعدی نے ان کو اسلام قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ اور عدم قبولیت کی صورت میں جزیہ قبول کرنے کا مشورہ دیا۔ لیکن یہ اپنی سرکشی پراڑے رہے۔اور" القتل خیر من ذلك "کانعرہ لگاتے رہے۔(44)
- 8۔ثعلبہ،اسید،اوراسدنے اسلام قبول کرنے سے قبل ان کو جھنجھوڑا، تورات اوراعترافی بیانات سے ،نبی کریم کی نبوت کی حقانیت قوم پرواضح کی۔لیکن قوم بدستور انکاری رہی۔(45)
- الغرض یہ آٹھ مواقع تھے،جن میں انہوں نے بد عہدی کی اور ان کو سمجھانے کی کوشش کی گئی۔لیکن وہ نہ مانے۔

- 9۔رسول اللہ کی طرف سےیہود بنی قریظہ پرایک خاص احسان یہ بھی کیاگیاتھا،کہ انکومعاشرتی طورپربنونضیرکےبرابر قرار دیاگیاتھا۔اس سے قبل وہ بنونضیر کی برابری میں شمار نہ ہوتے تھے۔(46)
- 10۔بنو قریظہ کی حالت یہ تھی، کہ بار بار کی بد عہدی، خیانتیں اور شکست سامنے ہونے کے باوجود وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرطیں لگا رہے تھے۔چہ جائے کہ وہ شرمندگی کا اظہار کرتے۔چنانچہ انہوں نے اپنی مرضی کے مطابق ابولبابہ رضی اللہ تعالی عنہ کو مشورے کے لیے بلابھیجا،کہ ہم رسول اللہ کی بات مانیں یا پھر نہ مانیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کمالِ حلم کا مظاہرہ فرماتے ہوئے ابو لبابہ کو ان کی طرف بھیج دیا۔(47)

یہ تسلیم ہے کہ مذکورہ روایات میں سے بعض ، مغازی کی روایات ہیں۔ لیکن فی الجملہ سبھی اہل مغازی نے ان کو قبول کیا ہے۔ابن تیمیہ ایسے ناقدنے بھی اہل مغازی کےہاں مقبول روایات کواقوی کہاہے(48)

نیز قران مجید کی آیات سےان روایات کی تائید ہوتی ہے کہ یہود بنو قریظہ نےمتعدد باربد عہدی کی ہے۔ارشادخداوندی ہے":

الذين عاهدت منهم،ثم ينقضون عهدهم في كل مرة(49)" اسی طرح ارشاد ہے ":أوكلماعاهدواعهدا،نبذه فريق منهم "(50) قران مجید کی یہ آیات واضح دلالت کرتی ہیں، کہ وہ نقضِ عہد کاارتکاب متعدد بار کر چکے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بنو قریظہ کے نقضِ عہد کی اطلاع دی گئی۔ تو آپ نے زبیر بن عوام، سعد بن معاذ،سعد بن عبادہ اور خوات رضی اللہ تعالی عنہ کوتصدیق کرنے کوبھیجا۔تونقض عہد کی بات درست تھی(51)

رہاپوری قوم کانقضِ عہد میں شریکِ کار قرار پانا!فقہائے کرام کے یہاں بنو قریظہ کی بدعہدی کی بنیادپر پوری قوم کے لئے یکساں گردن زنی کا حکم ملتاہے۔چنانچہ امام محمد فرماتے ہیں، کہ:

"وكذالك إذاخرج واحدمن المعاهدين،وباشرأعمالا،تنافي العهد على وجه المحاربة للمسلمين،والجماعة من المعاهدين يعلمون ذالك،فلايغيرونه،فحينئذيكون ذلك نقضاللعهدمنهم جميعا،لان الواحدإذافعل ذلك مجاهرة،فلم يغيروا،ولم ينكرواعليه،فكأنهم أمروه بذلك" (52)

یعنی":اگرمعاہدین میں سے کسی شخص نے مسلمانوں سے لڑائی جھگڑا شروع کر دیا۔اور ایسے اعمال کیے جو نقض عہد کو لازم ہوں،اس کی قوم کے دیگر معاہدین یہ بات جانتے ہوں۔ اور یہجاننے کے باوجود وہ اس پر روک ٹوک نہ کرتے ہوں، تو یہ سب کی طرف سے نقض عہد قرار پائے گا۔ "

امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی غزوہ بنی قریظہ کی اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے، کہ اگر کوئی قوم عہد کی پاسداری نہ کرے ۔اور وہ قوم اس امیر کی امارت میں رہے،اس سے علیحدگی اختیارنہ کرے، تو وہ سارے شریکِ نقض شمار ہوں گے۔ جو شخص ان کاساتھ چھوڑ دے گا،اس شخص کو امان دے دی جائے گی۔(53)

چنانچہ اس غزوہ میں بھی اسی طرح ہوا، عمرو بن سعدی نے نقضِ عہد سے انکار کر دیاتھا۔محافظ صحابی محمد بن مسلمہ نے ان کوان کے مال واسباب کےساتھ جانے دیا۔

رسول اللہ نے بھی اس کی تقریروتائید فرمائی۔(54)

نیز بنو قریظہ میں سےثعلبہ،اسید،اوراسد نامی لوگ عین محاصرے میں ایمان لائے تھے، ان لوگوں کو بھی امان دے دی گئی تھی۔(55)

اشکال(3)

قران مجید کی آیت" فإمامنابعدوإمافداء(56) "میں قیدیوں کے ساتھ کئے جانے والے حسنِ معاملہ کا صاف حکم موجود ہے،لہذا قتل کی روایت درست نہیں۔

تجزیہ : جنگ میں پکڑے جانے والے قیدیوں کا حکم شرعی کیاہے؟انہیں قید کیاجائے گا یا قتل ؟ان سے فدیہ لے کر چھوڑاجائے گایاان پر احسان کرتے ہوئے بلافدیہ معافی دی جائے گی؟ جمہور علماء کا مسلک یہ ہے، کہ یہ امام وخلیفہ کی رائے پر موقوف ہے۔اگر قتل کرنا دین کے لیے مفید ہو،تو قتل کر سکتا ہے۔چنانچہ سعد بن معاذ کا فیصلہ اس کی نظیر ہے۔ اور اگر وہ ان قیدیوں پر خراج و جزیہ لگانا انسب سمجھ، تو اس کا یہی فیصلہ نافذ ہوگا۔ اور اگر بعض افراد کو ذمی بنا کر خواتین اور بچوں کے ساتھ رکھ لے۔ باقی افراد کو قتل کر دے تو یہ صورت بھی درست ہے۔(57)

اس غزوہ میں اسی طرح ہوا، کہ ثابت بن قیس نے زبیر بن باطا کے احسان کا بدلہ چکانا چاہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اختیار سے زبیر بن باطا،اس کے اہل و عیال کو اس کے اموال سمیت جانے دیا۔اگرچہ اس نے بعد میں قتل ہوناپسند کیا۔(58)

ابن حجراس مبحث میں مختلف امثلہ دینے کے بعد لکھتے ہیں:

"فدل كل ذلك على ترجيح قول الجمهور،أن ذلك راجع الى رأي الإمام،ومحصل أحوالهم تخييرالامام بعدالأسر،بين ضرب الجزية، لمن شرع أخذهامنه أوالقتل أوالإسترقاق أو المن بلاعوض أو بعوض"...(59)

یعنی حاصلِ بحث یہ ہے، کہ جمہور کی یہ رائے قوی ہے، کہ قیدیوں کا معاملہ امیر وقت کے سپرد ہے،وہ چاہے،توان پر جزیہ کافیصلہ اختیار کرے،چاہے تو قتل کر دے،بلاعوض اور عوض کے ساتھ انہیں قیدی بھی بناسکتاہے،اورانہیں چھوڑ بھی سکتاہے۔

اشکال (4)

بنو قریظہ سے قبل بنو قینقاع وبنونضیر کے ساتھ کئے جانےوالامعاملہ بتاتاہے، کہ یہ روایت درست نہیں۔ان کے ساتھ بھی انہی جیسا معاملہ ہواہوگا۔

تجزیہ:ہرواقعہ میں ایک جیسا معاملہ کرناعقلاونقلا غلط توہےہی، خلاف واقعہ بھی ہے۔۔حکمت وسیاست کے پیشِ نظر،جنگی مجرمین کے ساتھ مختلف برتاؤکرنا ہی معقول و منقول اور متداول ہے۔ مگربایں ہمہ یہود بنو قریظہ کے ساتھ کیا گیا معاملہ چنداں مختلف نہ تھا۔اصولی طورپر تینوں قبائل سے ایک طرح ہی نمٹاگیا تھا۔

اس سلسلہ میں ایک تقابلی مطالعہ ملاحظہ ہو۔

یہود بنو قینقاع

یہ قبیلہ تمام یہود قبائل میں طاقتور اور جنگجو قبیلہ تھا۔اورابن ابی سلول کاحلیف قبیلہ تھا۔انہوں نےہی سب سے پہلے بدعہدی کی۔(60)

1۔سن دو ہجری میں بدر کے موقع پر قریش کا ساتھ دیا۔ یہ نقضِ عہد تھا۔لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب نہ فرماکر ان پر احسان فرمایا۔)جومعافی ہی کی ایک قسم ہے (ان کے بازار جاکر ان کواسلام کی دعوت دی۔ اور قریش کے انجامِ بد سےانہیں ڈرایا۔لیکن ان لوگوں نے بجائے شرم و معذرت کرنے کے،اپنی جنگی قوت پر فخرومباہات کااظہار کیا۔ اور کہا کہ اگر ہم سے لڑائی ہوگی تو پتہ چلے گا۔ اس پر بات ختم ہوگئی۔(61)

2۔انہی دنوں اس قوم کے چند افراد نے ایک مسلمان عورت کی ہتکِ عزت کی۔ چنانچہ اب ان سے جنگ ہوئی۔ یہ سات سو جنگجو تھے۔پندرہ دن کے محاصرہ کے بعدان لوگوں نے شکست تسلیم کرتے ہوئے رسول اللہ کا فیصلہ ماننے کا اقرار کر لیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کرناچاہا، تو ان کے حلیف،ابن ابی سلول نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے،ناشائستہ طریقہ اصرار سے ،فیصلہ مانگ لیا۔رسول اللہ نے اظہارِ ناراضگی کے ساتھ فیصلہ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ فیصلہ یہ ہوا،کہ ان کو اذرعاتِ شام کی طرف نکال دیا جائے۔ ان کے نکالنے کی ذمہ داری ان کے حلیف عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ کے سپرد کی گئی۔۔(62)

3۔جلاوطنی کے وقت بڑے فخر سے کہتے،کہ کیاہوا،اس سے بہتر شہر خیبر جارہے ہیں،جہاں زیادہ کھجوریں ہیں۔(63)

یہود بنی نضیر

1۔غزوہ بدر سے قبل ان لوگوں نے کفار مکہ سے ، مکاتبت کرکے رسول اللہ کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیاتھا،اوراس کے لئے ایک اجتماع بھی کرڈالاتھا،لیکن رسول اللہ نے ان کے مجمع میں جاکر، ان کو تنبیہ کی،اور فرمایاکہ تم لوگ اپنے قتل کا سامان تیار کررہے ہو،چنانچہ یہ لوگ بازآگئے۔(64)

2۔اس کے بعد غزوہ بدر ہوا، بعداز غزوہ،قریش نے بنونضیر کوپھرڈرادھمکاکر آمادہ قتل کیا،توبنوںضیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا۔کہ ہم تیس لوگ،اور پھر تین لوگوں کو صلح کے لیے بھیج رہے ہیں۔آپ بھی تین لوگوں کے ساتھ تشریف لائیں۔ لیکن انکی جانب سے تین لوگوں کو خفیہ طور پر مسلح کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو- معاذ اللہ -قتل کی نیت سے بھیجا گیا تھا۔لیکن ایک انصاری صحابی کی بہن نے یہ رازافشاءکردیا۔(65)

3۔ایک سلسلۂ دیت میں،آپ کی قباء تشریف آوری کے موقع پر، ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر گرا کر - معاذ اللہ آپ کو مارنا چاہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کووحی سے اطلاع ہوگئی، اورآپ وہاں سے تشریف لے گئے۔

کنانہ بن صویراء یہودی نے اپنے یہودیوں کوبتایا،کہ رسول اللہ کووحی سے اطلاع ہوگئی،اس نے قوم کوتورات کے حوالہ سے تبلیغ کی،اوراقرار نبوت پر بھی آمادہ کرنا چاہا۔(66)

اس واقعہ کے بعد آپ نے ان کے حلیف محمد بن مسلمہ کوبھیجا،کہ نقض عہد ہوچکاہے،مدینہ سے نکل جاو۔انہوں نے آکران کوابوعامر راھب کے حوالہ سے یاددلایا،کہ وہ تمہیں ان وقائع سے اور رسول اللہ کی صفت ملحمہ کی خبر دے چکے ہیں۔اورآج وہ دن آچکاہے۔ دس دن کی مہلت ہے،سب نکل جاو،ورنہ قتل کئے جاوگے۔(67)

4۔ان لوگوں نے پہلے مسلمہ کی بات تسلیم کرلی۔لیکن پھرابن ابی سلول کے کہنے پررسول اللہ کوپیغام بھجوایا،کہ ہم لوگ نہیں نکل رہے،جوچاہے کرلو۔(68)

5۔جلا وطنی کے وقت یہ لوگ اپنی سجی دھجی خواتین کو اونٹوں پر بٹھا کر، مال و اسباب کی نمائش کرتے ہوئے فخر وتکبرسے مدینہ منورہ سے نکلے۔(69)

6۔حیی بن اخطب نے،جلاوطنی کے موقع پر خدائےواحد کوضامن بناتے ہوئےعہد کیا تھا۔کہ وہ رسول اللہ کے خلاف کسی کی بھی مدد نہ کرے گا۔لیکن احزاب میں اس نے پھر یہی کام دھرایا۔(70)

جب ان لوگوں پر غلبہ پالیا گیا،توان کا فیصلہ قران مجید کی آیت سے ہوا

":وَلَوۡلَآ أَن كَتَبَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمۡ فِي ٱلدُّنۡيَا(71)

یعنی" اگر اللہ نے ان پر جلاوطنی نہ لکھی ہوتی، تو ان سب کو عذاب دیا جاتا"

"عذاب فی الدنیا"سے مراد قتل ہے۔جیساکہ مفسرین نے لکھاہے۔ (72)

معلوم ہوا،کہ نقضِ عہد کی سزا یہی ہے۔جوکسی حکمت کے تحت تبدیل کی گئی تھی۔

ان کا حصار کم وبیش پچیس دن رہا،مدینہ منورہ سے ان کے اخراج کا ذمہ ان کے حلیف محمد بن مسلمہ کے ذمے لگایا گیا۔ (73)

اس قوم کے دو شخص یامین اور ابو سعد نے عین جنگ میں قبول اسلام کیا،ان کو امان دے دی گئی۔ (74)

بنو قریظہ سے تقابل

گزشتہ دونوں غزوات کے احوال کا غزوہ بنو قریظہ سے تقابل کرنے کے بعد یہ امور سامنے آتے ہیں۔

1۔تینوں قبائل نے بار بار بد عہدی کی،اور بنو قریظہ کی بد عہدی سب سے بڑھی ہوئی تھی۔

2۔بنو نضیر کا فیصلہ) جلاوطنی(فیصلہءِخداوندی ہے،جیساکہ قران مجید میں مذکور ہے۔تو بنو قریظہ کے فیصلہِ خداوندی ہونے میں کیا اشکال ہے؟زیادہ سے زیادہ یہ اشکال کیا جا سکتا ہے، کہ بنو قریظہ کا فیصلہ قران مجید میں مذکور نہیں۔ لیکن حقیقت اگر دیکھی جائے، تو بنونضیر کا فیصلہ(جلاوطنی)بھی قران مجید میں اس مقام کے علاوہ کہیں اورمذکور نہیں،اس مقام پر بھی قران نے فیصلہ کی خبر دیتے ہوئے کہا ہے: کہ" اگر یہ فیصلہ نہ لکھا گیا ہوتا تو یہ ہوتا "لیکن وہ فیصلہ جلاوطن، قران مجید میں کس جگہ پر مذکور ہے ؟

ظاہر ہے کہ وہ فیصلہ خود رسول اللہ نے کیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا،کہ رسول اللہ کا کیا ہوا فیصلہ خود فیصلہ الہی ہے۔کیونکہ وہ بھی وحی(خفی)پر مشتمل ہوتا ہے۔

3۔بنو قینقاع کا فیصلہ ان کے رضامندی سے ان کے حلیف بنو خزرج کے ہاتھ میں دیا گیا۔ اور بنو قریظہ کافیصلہ ان کی چاہت پر ان کے حلیف بنو اوس کے ہاتھ دیا گیا۔ جبکہ بنو نضیر میں خود رسول اللہ حکم تھے۔تینوں جگہ حکم کافیصلہ نافذ ہوا۔

4۔بنو قینقاع کا محاصرہ پندرہ دن ،بنو نضیر کاپچیس دن رہا۔بنو قریظہ کا محاصرہ بھی اگرچہ پچیس دن رہا، لیکن چونکہ بنو قریظہ سے پیشتر ہی احزاب میں کم و بیش ایک ماہ کی شدید مشقت سے اہل اسلام کوسامنا رہاتھا، اس لحاظ سے غزوہ بنو قریظہ کی مشکلات،بمقابلہ بنوقینقاع وبنونضیر ، اہل اسلام کے لئے دو چند تھیں ۔

5۔دوران جنگ ان قبائل ِ ثلاثہ کے معاملات ان کے حلفاء کے سپرد کیے جاتے رہے۔جوعین حکمت وسیاست کاتقاضاہے۔اوررسول اللہ کی صفتِ رحمت کااظہار بھی۔

6۔دوران جنگ و محاصرہ ان سب کو اہل اسلام اور خود ان کے اپنے خیر خواہوں سےدعوت اسلام یا قبول جزیہ کی دعوت بھی ملتی رہی۔گویاانجام بدسے بچانے کی کوششیں کی جاتی رہیں۔

7۔دوران جنگ و محاصرہ ان لوگوں نے اپنی زبان سے،ایک دوسرے کے سامنے،تورات اور زبانی روایات کے حوالہ سے رسول اللہ کی صداقتِ نبوت و رسالت کا اعتراف کیا۔

8۔ان تینوں مواقع پر فیصلہ حکم کی طرف سپرد کیا گیا تھا، وہی قبول ہوا،اور وہی نافذ ہوا۔

اب بھلا یہ کون سا انصاف ہے، کہ جب حکم نے قتل کا فیصلہ کیا،تو اس پر اعتراض کر دیا جائے۔ اوراگر حکم نے قتل کا فیصلہ نہیں کیا۔تو اسے قبول کر لیا جائے۔

9۔غزوہ بنو نضیرو بنو قریظہ کے دوران جس شخص نے اسلام قبول کیا،یانقضِ عہد سے انکار کیا۔اسے امان دے دی گئی۔

10۔بنو قریظہ کے مردوں کو جب قتل کیا جانے لگا۔ تو قتل کے وقت بھی ان لوگوں نے اپنی عداوت کابرملا اظہار کیا۔اور بڑے غرور اور تکبر کے ساتھ کہنے لگے، کہ ہمیں کوئی ملامت نہیں۔فخر و مباہات کا یہی طریقہ بنو قینقاع اپنی جلاوطنی کے وقت اختیار کر چکے تھے۔

غور سے دیکھا جائے،تواسلامی معاشرہ کی پر سکون تشکیل میں، یہود جیسے دشمن)جسے قران نےقسوت قلبی کی انتہاءکا پہنچاہوا، اہل اسلام کا سب سے سخت ، بڑا متشدد دشمن قرار دیا ہے (کے ساتھ برتاؤمیں جو ممکنہ بہترین طریقہ ہو سکتا تھا،اسے اختیار کیا گیا، لیکن اس قوم نے اپنی اصلاح نہ کی۔چنانچہ ان قبائل ثلاثہ کو باربارمعافی دی گئی،کہ سدھر جائیں۔لیکن محال ! پھر ان) قینقاع ونضیر (کودربدر کر دیاگیا۔کسی نے سبق نہ لیا۔پھران کی ایک بڑی تعداد کو)بنو قریظہ میں (قتل کیاگیا۔کسی نےعبرت نہ پکڑی۔ اخیراان کو ذلت کے ساتھ) خیبر میں(جزیہ دینے پر مجبور کر دیاگیا۔گویایہوداپنی قدیم نسلی روش پرہی چلے۔"أتستبدلون الذي هوأدنى بالذي هوخير" (75)

اشکال (5)

"صحت واقعہ کے لئے ضروری ہے،کہ ان خندقوں کا نام و نشان آج بھی باقی ہوناچاہئے"

تجزیہ:اگرچہ صحتِ خبر اس پر موقوف نہیں،مگر بایں ہمہ مؤرخین نے صرف خندقیں کھودنے کا کاتذکرہ ہی نہیں کیا۔بلکہ ان کے مقام کا تعین بھی قدیم و جدید ادوار میں کیاہے۔

موسی بن عقبہ لکھتے ہیں":

قتلواعنددارابي جهم التي بالبلاط، ولم يكن يومئذبلاط،فزعمواأن دماءهم بلغت احجارالزيت التي كانت بالسوق" (76)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ابو جہم کے گھر کے پاس ان لوگوں کو قتل کیا گیا۔اور پھرموسی بن عقبہ اپنے زمانے کے مطابق اس جگہ کی تعیین کرتے ہوئے کہتے ہیں، کہ یہ مقام ِ قتل، بلاط نامی جگہ پر تھا۔جو کہ بوقتِ قتل اس) بلاط کے(نام سے مشہور نہ تھا۔

یہی بات ذہبی نے ابن اسحاق کے حوالہ سے لکھی۔ ذہبی کے الفاظ ہیں "فضرب اعناقهم في تلك الخنادق "(77)

مشہور سیرت نگار مولاناڈاکٹر عبدالمالک لکھتے ہیں :کہ اس کا تقریبی مقام باب السلام کے سامنے دورات المیاہ والی جگہ ہے۔(78)

فائدہ :مقتولین کے لیے خندق کھودنامعقول طریقہ ہے۔ان کی لاشوں کو گڑھوں میں ڈالنا، ماحولیات کے لحاظ سے سبھی لوگوں کے مفاد میں تھا۔ آس پاس کی آبادی کے لیے یہ ضروری تھا۔اس کی نظیر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں غزوہ بدر میں ملتی ہے۔ جب کفار کی لاشوں کو اہل اسلام نے جمع کر کے قلیبِ بدر میں پھینک دیاتھا۔الفاظ ہیں:

"فَأَمَرَ بِهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأُخِذَ بِأَرْجُلِهِمْ فَسُحِبُوا فَأُلْقُوا فِي قَلِيبِ بَدْرٍ" (79)

اشکال (6)

"اگر واقعہ مستند ہوتا،توفقہاءکرام کے یہاں اسے بطور نظیر پیش کیاجاتا "

تجزیہ :فقہائے کرام نے شرعی نظیر کے طور پر اس واقعہ کو پیش کیا ہے۔سطورِ گزشتہ میں امام محمد وامام شافعی کا حوالہ آچکا ہے۔ ان کے پیش رو قاضی ابو یوسف نے" الخراج"میں حضرت سعدبن معاذ کی اسی حدیث سے پچاس سے زائد مسائل کا استنباط کیا ہے۔ (80)

اشکال(7)

"بنو قریظہ کے واقعہ میں قوم کے چندافرادکےنام ملتے ہیں،یہی افراد قتل کئے گئے۔باقی نہیں "

تجزیہ :یہ دعویٰ درست نہیں۔حدیث صحیح کے مطابق " مقاتلۃ "کو قتل کیاگیاتھا۔یعنی جو قتال کی بالقوۃ صلاحیت رکھتے تھے۔ صرف بالفعل قتال مراد نہیں۔روایت میں موجود لفظ" مقاتلۃ "کا یہی مطلب فقہاءکرام بیان کرتے ہیں۔

ابن اسحاق اور صحاح کی روایت میں مقاتلہ کے الفاظ آئے ہیں،کہ مقاتلہ کو قتل کر دیا جائے۔ امام محمد مقاتلہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"المقاتلة: كل من بلغ مبلغ الرجال،والبلوغ قد يكون بالعلامة كالاحتلام،والاحبال،وقديكون بالسن،فاذاعلم انه لم يحتلم،وهوابن اقل من خمس عشرة سنة، فهو من الذرية،دون المقاتلة،قاتل اولم يقاتل"(81)

معلوم ہوا،کہ مقاتلہ کے لئے بالفعل لڑناضروری نہیں،بلکہ لڑنے کی صلاحیت کاموجودہوناکافی ہے۔

اسی طرح امام محمد کےاس قول سے بعض اہل علم کایہ اعتراض بھی رفع ہوگیا،کہ" حدیث میں اضطراب ہے،"مقاتلہ "رجال "اور "من انبت "کے تین مختلف الفاظ آئے ہیں"۔

تینوں الفاظ کاحاصل ایک ہی ہے۔اوراس طرح کے موجبِ اضطراب نہیں ۔ اس تشریح سے معلوم ہوا،کہ بنو قریظہ کے قتل کی صلاحیت رکھنے ولے، بالغ افراد کو قتل کیاگیاتھا۔نہ کہ پوری قوم کو۔

اشکال(8)

ابن اسحاق کی روایت میں ہے، کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ کے فیصلے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ سعد نے جو فیصلہ کیا ہے" یہ فیصلہ اللہ تعالی نے سات پردوں کے پیچھےسےانہیں الہام کیا ہے"۔ناقدین نے اسے موضوع ومن گھڑت قراردیاہے۔

تجزیہ :ابن اسحاق کی یہ روایت مرسل ہے۔ اور اس کی تائید مرفوع اور صحیح روایات کر رہی ہیں.صرف لفظی اختلاف باقی رہتا ہے۔

بخاری شریف کے الفاظ ہیں:

" قضيت بحكم الله اوبحكم الملك"(82)۔

امام مالک کے ممدوح موسی بن عقبہ، اصح المغازی میں لکھتے ہیں " :حكمت فيهم بحكم الله"(83)

امام ذہبی(84)نے سند صحیح کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے۔ لطف یہ ہے، کہ اس سند میں ابن اسحاق نہیں ہیں۔ اسی طرح مغازی ابن عائذ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کے الفاظ ہیں" :امرك الله ان تحكم فيهم"(85)

محمد بن صالح کی روایت ہے" بحكم الله الذى حكم به من فوق سبع سموات "ابن حجر نےاس کی تصحیح کی ہے .

اس روایت میں بھی ابن اسحاق نہیں ہیں۔(86)

نیز اس کی نظیر وہ مختلف احادیث بھی ہیں،جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے کسی خاص واقعے کے بارے میں فرمایا،کہ یہ سات آسمانوں کے اوپر سے فیصلہ ہے۔

اشکال(9)

"سینکڑوں افراد کاایک عورت کے گھر میں آجانا،کس طرح ممکن ہے"۔

تجزیہ :قیدیوں کی اقامت گاہ کے بارے ابن اسحاق کی روایت میں ہے، کہ تمام قیدیوں کو بنت حارث کے گھر میں لایا گیا۔

اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ہے، کہ یہ بات خود بخاری شریف کی صحیح روایت میں بھی موجود ہے، کہ قیدیوں کو بنت حارث نجاریہ کے گھر میں قید کیا گیا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ بنت حارث کا گھر ایک بڑی حویلی پر مشتمل تھا،ابن سعد کے بقول یہ وفود کے لیے خاص طور پر تیار کیا گیا تھا(87)

چنانچہ ایک تحقیق کے مطابق 16 مختلف وفود اس گھر میں ٹھہرائے گئے۔ یہ ایک کشادہ، سرسبز وسیع و عریض حویلی تھی، اس کی کشادگیء دامن کی وجہ سے اس میں وفود، قیدی اور مال غنیمت کو رکھاجاتا تھا۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفود کے لیے متعدد گھر خاص کر رکھے تھے۔ان میں سے یہ نمایاں گھر تھا۔اس گھر میں کھجوروں کے باغات اور کھیتیاں بھی تھیں(88)

داربنت حارث سے کون سا گھر مراد تھا؟رملہ بنت حارث کا یا کسی اور بنت حارث کا؟

ابن اسحاق نے رملہ بنت حارث کا گھر قرار دیا۔ سہیلی نے ابن اسحاق سے اختلاف کیا، اور اسے ترجیح دی ہے،کہ یہ رملہ بن حارث کا گھر نہیں تھا۔ حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ سہیلی کا قول مجھے درست لگا۔ لیکن ایک زمانے کے بعد پھر یہ بات ظاہر ہوئی، کہ ابن اسحاق کے بات ہی درست تھی۔

ان کے الفاظ ہیں:ثم ظھرلی ان الصواب ماوقع عندابن اسحق-(89)

فائدہ:مغازی عروہ میں"دار اسامہ "آیاہے۔ ابن عائذ نے" بیتین "کہا ہے۔ جبکہ واقدی نے یہ تفصیل کی ہے۔ کہ مردوں کو" دار اسامہ بن زید" میں ٹہرایا گیا۔

جبکہ خواتین، بچے اوراموال غنیمت" داررملہ بنت حارث "میں رکھے گئے تھے(90)

فائدہ :رملہ بنت حارث نجاریہ رضی اللہ عنہاکے گھر کی شہرت ،بعد کے ادوار، میں بھی یہی رہی۔چنانچہ یہ گھر، وفود اور قیدیوں کے لئے اقامت گاہ کا کام دیتا تھا۔ عہد صدیقی میں حضرت حذیفہ بن یمان نے" اہل دبا"اور "ازد عمان" کے سات سوقیدیوں کو اسی گھر میں قید کیا تھا۔(91)

بنی قریظہ سے حاصل شدہ مال غنیمت کے مویشی بھی اسی گھر میں چرنے کے لیے چھوڑ دیے گئے تھے۔(92)

اس تفصیل سے یہ بات سامنے آگئی کہ ابن اسحاق کے قول پر زیادہ سے زیادہ یہ اعتراض کیاجا سکتا ہے۔کہ انہوں نے ایک گھر کا تذکرہ کیا ہے۔ اورواقعہ میں دوگھر تھے۔ولیس بشئ۔

خلاصہ کلام

خلاصہ کلام یہ ہے کہ" الجزاءمن جنس العمل "کے تحت نقضِ عہد کی سزا،قتل ایک شرعی قانون ہے۔تینوں قبائل نے جو نقضِ عہد کیاتھا،اس کے تحت وہ قابل گردن زنی تھے۔کیونکہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ۔۔معاذاللہ۔۔اصلا اور بالتبع تمام مسلمانوں کو قتل کرنا چاہتے تھے۔اس کے لئے انہوں نے بارہاناکام کاوشیں کیں۔ ان کے اس عمل،نقض ِعہدکی جزا بھی یہی تھی، کہ ان سب کو قتل کیا جائے۔ نیز یہود بخوبی جانتے تھے، اگرکسی حکم نےفیصلہ کیا،تواس کافیصلہ نافذ ہو گا ۔

وہ اور ان کے حلیف چاہتے تھے، کہ کسی طرح حکم کے سہارے یہ بھی سزا سے بچ جائیں۔جیساکہ غزوہ بنو قینقاع کے موقع پر ابن ابی سلول نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذِحکم سے قبل ہی حددرجہ اصرار کرکےان کی سزا معاف کرائی،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نےاظہارِناپسندیدگی کے ساتھ، ان کی اصلی سزا معاف

کرتے ہوئے، جلاوطنی تجویز فرما دی۔یہی صورت بنو قریظہ کے موقع پر پیش آئی،کہ ان کے حلیف بنواوس نے بالاصرار معافی کامطالبہ کیا۔

رسول اللہ نے ان کے اصرار کو دیکھتے ہوئے سعد بن معاذ کی طرف یہ فیصلہ سپرد کر دیا۔ سعد رضی اللہ عنہ یہود بنی قریظہ کی بار بار کی بدعہدی بھی دیکھ چکے تھے۔ رسول اللہ کو قتل کرنے کے لیے ان کے سازشوں کو بھی بخوبی جانتے تھے۔ اور اسی طرح انہیں تورات کاحکم اصلی بھی معلوم تھا۔بنو قینقاع کی معافی کے معاملہ میں رسول اللہ کی ناراضگی کامشاہدہ بھی کر چکے تھے۔اپنے علم ومشاہدہ کے علاوہ فراست مومنانہ سے جان چکے تھے،کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔اوربنواوس کیا چاہتے ہیں۔اس لیے انہوں نے" آن لسعد ، أن لاتأخذه في الله لومة لائم" کامشہورجملہ کہا،اورانہوں نے اپنے فیصلے کی اہمیت اور اس کی توثیق کے لیے لوگوں کو بار بار جتلایا، جب ہر بار ان لوگوں نے یہ کہا،کہ ہم آپ کے فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں گے، تب انہوں نے فیصلہ دیا۔(93)

ان کاکیاگیا یہ فیصلہ جہاں تورات میں مرقوم تھا، وہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی مؤید قرارپایا۔

معلوم ہوتاہے،کہ یہود کے بارے یہ فیصلہ پہلے سے ہی لوگوں میں مشہور و معروف تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابو لبابہ رضی اللہ تعالی عنہ کو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف بھیجا۔تو ابو لبابہ نے وہاں جا کر ان لوگوں کو اشارہ سے بتایا،کہ تم سب کو قتل کر دیا جائے گا۔ یہ اس بات کی واضح دلیل ہے، کہ یہ فیصلہ ان لوگوں کے علم میں پہلے سے تھا۔اسی طرح یہود کے سربر آوردہ لوگ بھی اس بات کو جانتے تھے۔

ان حضرات کا ماخذِ علم کیارہاہوگا؟

ممکنہ طور پر یہ کہاجاسکتاہے،کہ نقضِ عہد کاحکم، ان کے ہاں معروف تھا۔چنانچہ ابن اسحاق نقل کرتے ہیں:کہ زمانہ جاہلیت میں بنو قریظہ کے ہاں ایک شخص ابن ہیبان شام سے آوارد ہوا،نہایت عبادت گزار اور مقبول شخص تھا،مرتےوقت اس نے بنو قریظہ کوبتایاکہ شام کے سرسبز علاقہ چھوڑ کر، اس قحط زدہ زمین میں آنے کی وجہیہ ہے،کہ مجھے ایک نبی کاانتظار تھا۔اوریادرکھوکہ:

"فإنه يبعث بسفك الدماءوسبي الذراري والنساء ممن خالفه فلا يمنعكم ذالك منه(94)

ابولبابہ کوجب مشورہ کے لئے،بنو قریظہ نے طلب کیاتھا،توانہوں نے بھی،حکمِ قتل کی طرف اشارہ کیاتھا۔

اس غزوہ میں اسد،اسید اور ثعلبہ نے بنو قریظہ کو دورانِ محاصرہ اسی ابن ہیبان کی نصیحت کی یاددہانی کرائی تھی۔لیکن بنو قریظہ نہ مانے۔اس پر یہ تینوں لوگ، پیشینگوئی پوری ہونے پر مسلمان ہوگئے تھے ۔

اس روایت سے معلوم ہوتاہے،کہ تورات میں بدعہدی کی سزا قتل لکھی گئ تھی۔چنانچہ علامہ شبلی تورات سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جب کسی شہرپرحملہ کرنےکےلئےتوجائے،توپہلے صلح کاپیغام دے، اگر وہ صلح تسلیم کرلیں، اور تیرے لئے دروازے کھول دیں، توجتنےلوگ وہاں موجودہوں،سب تیرے لئے غلام ہوجائیں گے،لیکن اگر صلح نہ کریں،توتوان کا محاصرہ کر ،اور جب تیرا اللہ تجھ کوان پر قبضہ دلادے،توجس قدرمرد ہوں،سب کو قتل کردے۔باقی بچے،عورتیں،جانوراورجوچیزیں شہر میں موجودہوں،سب تیرے لئے مالِ غنیمت ہوں گی(95)

گویایہود کی تحریفات بھی، آج تک اس خدائی فیصلہ کو تبدیل نہ کرسکیں۔اگر معاصر قوانین کو سامنے رکھا جائے،)جس میں کسی ایک جرم کے تعدد ارتکاب پر کے تکرار پر، ایک سزا متعدد بار سنائی جاتی ہے۔(تو بنو قریظہ ایک سے کہیں زائد مرتبہ سزاءِ قتل کے مستحق ہو چکے تھے۔لیکن رسولِ رحمت نے، باوجود رسول ِ ملحمت ہونے کے، انہیں صرف ایک بار ہی سزا دی۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نتائج

1۔ابن اسحاق کی روایت کے تمام مندرجات ، صحیح احادیث سے لفظالفظا ثابت ہیں۔سوائے مقتولین کی تعداد کے۔

2۔ابن اسحاق کی روایت میں مذکور مقتولین کی تعداد صحیح حدیث سے معارض نہیں۔اس لئے کبار اہل علم نے اسے قبول کیا ہے۔

3۔ابن اسحاق کی بیان کردہ تعداد ان سے قبل ابن عباس، قتادہ، امام زہری اور موسی بن عقبہ بھی بیان کرتے ہیں۔جو کہ خود صحت کی ایک دلیل ہے۔

4۔ابن اسحاق کی روایت ،اصول روایت و درایت میں قابل اعتماد ٹھہرتی ہے۔

5۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا، اس غزوہ میں، حکم کی طرف فیصلہ سپرد کرنا بھی ایک مظہر رحمت فعل تھا۔کیونکہ اگر حکم بنو قریظہ کو معاف کردیتے، تو رسول اللہ اسی فیصلہ کو قبول فرماتے، جیسا کہ آپ نے ابن ابی سلول کی رائے بھی نافذ فرمادی تھی۔

6۔رسول اللہ کا سعد کے فیصلے پر اظہارِ خوشی کا باعث، بنو قریظہ کا قتل نہیں تھا۔بلکہ سعد کا فیصلہ خداوندی اختیار کرنا تھا۔

جب کہ اس سے قبل، ابنِ ابی سلول کے، فیصلہ خداوندی کے معارض، فیصلہ اختیار کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

7۔یہود کے فیصلے، تورات کے مطابق کئے جاتے تھے۔نقضِ عہد کی سزا، تورات میں قتل مرقوم تھی۔لیکن ابن ابی سلول نے، دیگر مواقع کی طرح، اس موقع پر بھی حکمِ تورات کی مخالفت کی۔

8۔بنو قریظہ کو دی جانے والی سزاء، ان کی بار بار عہدِ شکنی، اقداماتِ قتل کی بنیاد پر تھی۔مسلمانوں کی طرف سے یہ کوئی اقدامی فعل نہ تھا۔

---

(1)ابو محمد، عبد الملک بن ہشام، سیرۃ ابن ہشام 2/340، ط: مصطفی البابی، مصر، 1375ھ

Ibn Hishām, ʿAbd al-Malik ibn Hishām. Sīrat Ibn Hishām. Vol. 2, p. 340. Cairo: Muṣṭafā al-Bābī al-Ḥalabī, 1375 AH

(2)بخاری ،ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دار السلام، ریاض، رقم الحدیث:(4122)

al-Bukhārī, Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl. Ṣaḥīḥ al-Bukhārī. Riyadh: Dār al-Salām, Hadith no. 4122

(3)ابوعبداللہ،احمد بن محمد بن حنبل،مسند امام احمد، رقم الحدیث:(14773)

Ibn Ḥanbal, Abū ʿAbd Allāh Aḥmad ibn Muḥammad. Musnad al-Imām Aḥmad. Hadith no. 14773

(4)ترمذی،ابو عیسی محمد بن عیسی، جامع ترمذی، دارالسلام، ریاض، رقم الحدیث:(1582)

.al-Tirmidhī, Abū ʿĪsā Muḥammad ibn ʿĪsā. Jāmiʿ al-Tirmidhī. Riyadh: Dār al-Salām, Hadith no. 1582

(5)ابن حجر، علی بن احمد العسقلانی، فتح الباری7/412،ط : دارطیبہ ،ریاض2005

.Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Aḥmad ibn ʿAlī. Fatḥ al-Bārī. Vol. 7, p. 412. Riyadh: Dār Ṭayyibah, 2005

(6)ایضا

.Ibid

(7)کتاب مذکور4/210،ط:مکتبہ عامریہ ،کویت،1432ھ

.Al-Kitāb al-Madhkūr. Vol. 4, p. 210. Kuwait: Maktabat al-ʿĀmiriyyah, 1432 AH

(8)مھدی، رزق اللہ، ڈاکٹر، السیرۃ النبویۃ فی ضوء المصادر الاصلیۃ461، ط: جامعۃ الملک سعود، ریاض،1412ھ

al-Mahdī, Rizq Allāh. Al-Sīrah al-Nabawiyyah fī Ḍawʾ al-Maṣādir al-Aṣliyyah. Riyadh: Jāmiʿat al-Malik Saʿūd, 1412 AH,

.p. 461

(9)عمری، اکرم ضیاء، السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ1/316،ط :مکتبہ العلوم والحکم، مدینہ منورہ1994

.Umarī, Akram Ḍiyāʾ. Al-Sīrah al-Nabawiyyah al-Ṣaḥīḥah. Vol. 1, p. 316. Medina: Maktabat al-ʿUlūm wa al-Ḥikam, 1994

(10)سلمان منصورپوری ، رحمت اللعالمین2/192، ط : شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور

.Manṣūrpūrī, Sulaymān. Raḥmat al-ʿĀlamīn. Vol. 2, p. 192. Lahore: Shaykh Ghulām ʿAlī & Sons

(11)ادریس کاندھلوی ، سیرت المصطفی2/317، ط :مظہری ، کراچی

.Kāndhalwī, Idrīs. Sīrat al-Muṣṭafā. Vol. 2, p. 317. Karachi: Maẓharī Publishers

(12)ابوالفداء عمادالدین، ابن کثیر. السیرۃ النبویۃ3/239، ط:دارالمعرفۃ، بیروت1395 ھ

.Ibn Kathīr, Abū al-Fidāʾ ʿImād al-Dīn. Al-Sīrah al-Nabawiyyah. Vol. 3, p. 239. Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1395 AH

(13)دیار بکری، حسین بن محمد ، تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس 1/497،ط:المطبعۃ الوھبیۃ، مصر،1283ھ

Diyārbakrī, Ḥusayn ibn Muḥammad. Tārīkh al-Khamīs fī Aḥwāl Anfas Nafīs. Vol. 1, p. 497. Egypt: al-Maṭbaʿah al-

.Wahbiyyah, 1283 AH

(14)علامہ شبلی نعمانی سیرت النبی،1/298،ط:ادارہ اسلامیات، لاہور 2002

.Nuʿmānī, Shiblī. Sīrat al-Nabī. Vol. 1, p. 298. Lahore: Idārah Islāmiyyāt, 2002

(15)محمد بن عمرواقدی، کتاب المغازی2/517 ،، ط: آکسفورڈ1966

.Wāqidī, Muḥammad ibn ʿUmar. Kitāb al-Maghāzī. Vol. 2, p. 517. Oxford: Oxford University Press, 1966

(16).ایضا

.Ibid

(17)العسقلانی، ابن حجر، فتح الباری7/412

.Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Fatḥ al-Bārī, 7:412

(18)العواجی، محمد بن محمد مرویات الزھری فی المغازی 1/526:، ط1425ھ

. Muḥammad ibn Muḥammad al-ʿAwājī, Marwiyyāt al-Zuhrī fī al-Maghāzī (1425 AH), 1:526

(19)موسی بن عقبہ، مغازي موسى بن عقبة3/10:،ط:المملكة المغربية2023

. Mūsā ibn ʿUqbah, Maghāzī Mūsā ibn ʿUqbah (Kingdom of Morocco, 2023), 3:10

(20)شمس الدین ذہبی،"تاریخ الاسلام1/323 "ط:دارالکتاب العربي،بیروت 1990

.Shams al-Dīn al-Dhahabī, Tārīkh al-Islām (Beirut: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1990), 1:323

(21)محمد بن حبان ،کتاب الثقات1/278:، ،ط:دائرہ معارف عثمانیہ،حیدرآباد1393ھ

.Muḥammad ibn Ḥibbān, Kitāb al-Thiqāt (Hyderabad: Dāʾirat al-Maʿārif al-ʿUthmāniyyah, 1393 AH), 1:278

(22)ابو عمر،ابن عبدالبر،الدرفي اختصارالمغلزي والسیر،ص 181:ط:دارالمعارف، قاھرۃ،1403ھ

. Abū ʿUmar Ibn ʿAbd al-Barr, Al-Durr fī Ikhtiṣār al-Maghāzī wa al-Siyar (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1403 AH), 181

(23)ابو محمد، علی بن احمد،ابن حزم، جوامع السیرہ1/95 : ،دارالمعارف، مصر،1950

.Abū Muḥammad ʿAlī ibn Aḥmad Ibn Ḥazm, Jawāmiʿ al-Sīrah (Egypt: Dār al-Maʿārif, 1950), 1:95

(24)السہیلی،ابوالقاسم،عبدالرحمن بن عبداللہ،الروض الانف6/234:، ط:داراحیاءالتراث العربی،بیروت،1421ھ

Abū al-Qāsim ʿAbd al-Raḥmān ibn ʿAbd Allāh al-Suhaylī, Al-Rawḍ al-Unuf (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, 1421 .AH), 6:234

(25)الکلاعی،ابوالربیع، الاکتفاءبماتضمنہ من مغازی رسول اللہ والثلاثۃالخلفاء.1/435 : عالم الکتب،بیروت،1997

Abū al-Rabīʿ al-Kalāʿī, Al-Iktifāʾ bimā Taḍammanahu min Maghāzī Rasūl Allāh wa al-Khulafāʾ al-Thalāthah (Beirut: .ʿĀlam al-Kutub, 1997), 1:435

(26)الدمیاطی،شرف الدین،السیرۃ النبویۃ203:،ط:دارالصابونی،حلب1416ھ

.Sharaf al-Dīn al-Dumyāṭī, Al-Sīrah al-Nabawiyyah (Aleppo: Dār al-Ṣābūnī, 1416 AH), 203

(27)ابن سیدالناس، محمد بن محمد، عیون الاثر2/106:،،ط:دارالقلم،بیروت1440ھ

.Muḥammad ibn Muḥammad Ibn Sayyid al-Nās, ʿUyūn al-Athar (Beirut: Dār al-Qalam, 1440 AH), 2:106

(28)الذہبی، شمس الدین،سیر اعلام النبلاء1/475:،ط:دارالحدیث ، قاہرہ،1437ھ

.Shams al-Dīn al-Dhahabī, Siyar Aʿlām al-Nubalāʾ (Cairo: Dār al-Ḥadīth, 1437 AH), 1:475

(29)محی الدین العلیمی،التاریخ المعتبر فی انباء من غبر1/135 :، ط:دارالنوادر،سوریا1431

.Muḥyī al-Dīn al-ʿUlaymī, Al-Tārīkh al-Muʿtabar fī Anbāʾ Man Ghabar (Syria: Dār al-Nawādir, 1431 AH), 1:135

(30)محمد ابوزھرہ،خاتم النبیین،2/706:،ط:دارالفکر العربی، قاہرہ،1425ھ

.Muḥammad Abū Zahrah, Khātam al-Nabiyyīn (Cairo: Dār al-Fikr al-ʿArabī, 1425 AH), 2:706

(31)طیب نجار،القول المبین فی سیرۃ سیدالمرسلین،ص282:،ط:دارالندوۃ الجدیدۃ،بیروت،1411ھ

.Ṭayyib Najjār, Al-Qawl al-Mubīn fī Sīrat Sayyid al-Mursalīn (Beirut: Dār al-Nadwah al-Jadīdah, 1411 AH), 282

(32)مبارکپوری، صفی الرحمان ،الرحیق المختوم،ص530:،ط:سلفیہ،لاہور

.Ṣafī al-Raḥmān al-Mubārakpūrī, Al-Raḥīq al-Makhtūm (Lahore: Salafiyyah Publishers), 530

(33)کرم شاہ ازھری،ضیاءالنبی4/67: ،ط:ضیاءالقران،لاہور،1420ھ

.Pīr Karam Shāh al-Azharī, Ḍiyāʾ al-Nabī (Lahore: Ḍiyāʾ al-Qurʾān Publications, 1420 AH), 4:67

(34)العسقلانی،ابن حجر،فتح الباری7/412:،اعظمی،عبداللہ، الجامع الکامل فی الحدیث الشامل8/337:،ط:دارالسلام،الریاض،1437ھ

Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Fatḥ al-Bārī, 7:412; ʿAbd Allāh al-Aʿẓamī, Al-Jāmiʿ al-Kāmil fī al-Ḥadīth al-Shāmil (Riyadh: .Dār al-Salām, 1437 AH), 8:337

(35)الصالحی، محمد بن یوسف، سبل الھدی والرشاد 4/267 "، ط: قاھرۃ1997

. Muḥammad ibn Yūsuf al-Ṣāliḥī, Subul al-Hudā wa al-Rashād (Cairo, 1997), 4:267

(36)شبلی نعمانی،سیرت النبی:1/271

.Shiblī Nuʿmānī, Sīrat al-Nabī, 1:271

(37)ایضا:1/271

.Ibid., 1:271

(38)الصالحی، محمد بن یوسف، سبل الہدی والرشاد:4/267

.Muḥammad ibn Yūsuf al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 4:267

(39)شبلی نعمانی، سیرت النبی1/271

.Shiblī Nuʿmānī, Sīrat al-Nabī, 1:271

(40)العسقلانی ابن حجر، فتح الباری9/85

.Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Fatḥ al-Bārī, 9:85

(41)بخاری، محمد بن اسماعیل، بخاری شریف، رقم الحدیث:4028

.Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, no. 4028

(42)ابو احمد، حمید بن اخلف، ابن زنجویہ، کتاب الاموال.415: ، ط :الریاض1986

.Abū Aḥmad Ḥumayd ibn Makhlad Ibn Zanjawayh, Kitāb al-Amwāl (Riyadh, 1986), 415

(43)الصالحی الدمشقی، سبل الھدی والرشاد5/266

.Muḥammad ibn Yūsuf al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 5:266

(44)الصالحی الدمشقی، سبل الھدی والرشاد5/13

.Al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 5:13

(45)ایضا:5/15

.Ibid., 5:15

(46)النسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، دارالسلام، ریاض، رقم الحدیث:4732

.Aḥmad ibn Shuʿayb al-Nasāʾī, Sunan al-Nasāʾī (Riyadh: Dār al-Salām), no. 4732

(47)الصالحی الدمشقی، سبل الھدی والرشاد5/25

.Al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 5:25

(48)سبل الھدی والرشاد5/12: ،الصارم المسلول70:

.Al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 5:12; Ibn Taymiyyah, Al-Ṣārim al-Maslūl, 70

(49)القران،البراءہ،الآیہ:56

Qur'ān 9:56

(50)القران،البقرہ،الآیہ:100

.Qur'ān 2:100

(51)عمری،اکرم ضیاء،السیرۃ النبویۃ الصحیحۃ1/313:

.Akram Ḍiyā' al-'Umarī, Al-Sīrah al-Nabawiyyah al-Ṣaḥīḥah, 1:313

(52)عثمان جمعہ ضمیریہ،اصول العلاقات الدولیۃ في فقه الامام محمد بن الحسن777: ،ط :دارالمعاني ،اردن1999

Uthmān Jum'ah Ḍumayriyyah, Uṣūl al-'Alāqāt al-Dawliyyah fī Fiqh al-Imām Muḥammad ibn al-Ḥasan (Jordan: Dār al-Ma'ānī, 1999), 777.

(53)ایضا772

.Ibid., 772

(54)ابن زنجویہ،الاموال298

. Ibn Zanjawayh, Kitāb al-Amwāl, 298

(55)الصالحی الدمشقی، سبل الھدی والرشاد5/15

. Al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 5:15

(56)القران، محمد،الآیہ:04

. Qur'ān 47:4

(57)ابویوسف القاضی،الخراج202: ۔203،ط:دارالمعرفہ، بیروت1979

. Abū Yūsuf al-Qāḍī, Kitāb al-Kharāj (Beirut: Dār al-Ma'rifah, 1979), 202–3

(58)اموال لابن زنجویہ298:،مغازی موسی بن عقبۃ3/10

.Ibn Zanjawayh, Kitāb al-Amwāl, 298; Mūsā ibn 'Uqbah, Maghāzī Mūsā ibn 'Uqbah, 3:10

(59)العسقلانی،ابن حجر،فتح الباری7/274

. Ibn Ḥajar al-'Asqalānī, Fatḥ al-Bārī, 7:274

(60)الصالحی الدمشقی، سبل الھدی والرشاد4/265

. Al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 4:265

(61)ایضا

.Ibid

(62)ایضا4/266,267

.Ibid.,* 4:266-67*

(63)ایضا

.Ibid

(64)الصالحی الدمشقی، سبل الھدی والرشاد4/451

.Al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 4:451

(65)ایضا:4/415

.Ibid.,* 4:415*

(66)صالحی دمشقی، سبل الہدی والارشاد:4/454

.Al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 4:454

(67)ایضا4/455

.Ibid.,* 4:455*

(68)ایضا4/455

.Ibid.,* 4:455*

(69)ایضا4/455

.Ibid.,* 4:455*

(70)ایضا

.Ibid

(71)القران،الحشر،الآیہ:03

.Qur'ān 59:3

(72)قرطبی،ابوعبداللہ،محمد بن احمد انصاری،احکام القرآن5/18 : ،ط:دار الکتب المصریۃ، قاھرۃ1964

Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Aḥmad al-Anṣārī al-Qurṭubī, Aḥkām al-Qur'ān (Cairo: Dār al-Kutub al-Miṣriyyah, .1964), 5:18

(73)الصالحی الدمشقی، سبل الھدی والرشاد4/461

. Al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 4:461

(74)الصالحی الدمشقی، سبل الھدی والرشاد4/460

.Al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 4:460

(75)القرآن،البقرۃ،الآیۃ:61

.Qurʾān 2:61

(76)موسیٰ بن عقبہ، مغازي موسى بن عقبة3/10

.Mūsā ibn ʿUqbah, Maghāzī Mūsā ibn ʿUqbah, 3:10

(77)ذہبی، شمس الدین، تاریخ الإسلام:1/316

.Shams al-Dīn al-Dhahabī, Tārīkh al-Islām, 1:316

(78)عبدالمالک،ڈاکٹر، اطلس الغزوات225: ، ط:مکتبہ حجاز، کراچی

. Abd al-Mālik, Aṭlas al-Ghazawāt (Karachi: Maktabah Ḥijāz), 225

(79)ابوداؤد سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، دارالسلام، ریاض، رقم الحدیث:2681

.Abū Dāwūd Sulaymān ibn al-Ashʿath, Sunan Abī Dāwūd (Riyadh: Dār al-Salām), no. 2681

(80)القاضی، ابویوسف، الخراج205-201:،ط:دارالمعرفہ ،بیروت،1979

. Abū Yūsuf al-Qāḍī, Kitāb al-Kharāj (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1979), 201–5

(81)عثمان جمعہ ضمیریہ، اصول العلاقات الدولية في فقه الامام محمد بن الحسن1062:

.ʿUthmān Jumʿah Ḍumayriyyah, Uṣūl al-ʿAlāqāt al-Dawliyyah fī Fiqh al-Imām Muḥammad ibn al-Ḥasan, 1062

(82)بخاری، محمد بن اسماعیل، بخاری 4121 ، رقم الحدیث:

. Muḥammad ibn Ismāʿīl al-Bukhārī, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, no. 4121

(83)موسیٰ بن عقبہ، مغازی موسى بن عقبہ3/9

.Mūsā ibn ʿUqbah, Maghāzī Mūsā ibn ʿUqbah, 3:9

(84)ذہبی، شمس الدین، تاریخ الاسلام:1/323

.Shams al-Dīn al-Dhahabī, Tārīkh al-Islām, 1:323

(85)الصالحی الدمشقی، سبل الھدی والرشاد:5/21

.Al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 5:21

(86)العسقلانی، ابن حجر، فتح الباری9/213

.Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Fatḥ al-Bārī, 9:213

(87)ایضا

.Ibid

(88)علوش، احمد احمد، السيرة النبوية والدعوة فى العهد المدنى377:

.Aḥmad Aḥmad ʿAllūsh, Al-Sīrah al-Nabawiyyah wa al-Daʿwah fī al-ʿAhd al-Madanī, 377

(89)فتح الباری9/526

.Ibn Ḥajar al-ʿAsqalānī, Fatḥ al-Bārī, 9:526

(90)مهدی رزق اللہ، السيرة النبوية في ضوء المصادر الاصلية462:

.Mahdī Rizq Allāh Aḥmad, Al-Sīrah al-Nabawiyyah fī Ḍawʾ al-Maṣādir al-Aṣliyyah, 462

(91)الکلاعی، ابو الربیع، الاکتفاء 3/93:

.Abū al-Rabīʿ al-Kalāʿī, Al-Iktifāʾ, 3:93

(92)الصالحی الدمشقی، سبل الہدی والرشاد 5/22 :

.Al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 5:22

(93)الصالحی الدمشقی، سبل الھدی والارشاد 5/24:

. Al-Ṣāliḥī al-Dimashqī, Subul al-Hudā wa al-Rashād, 5:24

(94)ابن اسحاق، کتاب السیر والمغازی 85:، ت: سہیل زکار

. Ibn Isḥāq, Kitāb al-Siyar wa al-Maghāzī, ed. Suhayl Zakkār, 85

(95)تورات، کتاب تثنیہ، اصحاح 20: ، آیت 10 :بحوالہ سیرت النبی، شبلی 1/270:

. Deuteronomy 20:10, cited in Shiblī Nuʿmānī, Sīrat al-Nabī, 1:270